سوال

(413) اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں دو نئے کام شروع ہو چکے ہیں، یعنی اجتماعی اعتکاف کے لئے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور طاق راتوں میں وعظ و نصیحت کی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی عبادت کے لئے رمضان کے آخری دس دن عبادت میں گزارے اور یہ دن اللہ کے ذکر کے لئے مختص کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ماہ رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ فوت ہوئے اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا۔ [صحیح بخاری، الصوم، الاعتکاف: ۲۰۴۴]

احادیث میں اعتکاف کرنے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اللہ کی رضاجوئی کے لئے صرف ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو حائل کردیں گے۔ ایک خندق کے دونوں کناروں کا فاصلہ مشرق سے مغرب تک ہوگا۔'' [قیام رمضان بحوالہ طبرانی باسناد حسن]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں بحالت اعتکاف عبادت کے لئے اتنی محنت اور مشقت اٹھاتے کہ دوسرے دنوں میں اتنی کوشش نہ کرتے تھے۔ [صحیح مسلم، الاعتکاف: ۱۱۷۵]

روایت میں اس کوشش کی تفصیل بھی بیان ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے کمربستہ ہوجاتے۔ رات کو عبادت کرکے اسے زندہ رکھتے اور اپنے اہل وعیال کو عبادت کے لئے بیدار کرتے۔ [صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۲۴]

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رمضان ختم ہونے میں دس دن باقی رہ جاتے گھر میں ہر اس فرد کو نیند سے اٹھا دیتے جو قیام کی طاقت رکھتا تھا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف اور طاق راتوں کا قیام ایک انفرادی عبادت ہے۔ صرف نماز تراویح کو ادا کرنے میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی گنجائش ہے، اس کے علاوہ کسی مقام پر اجتماعیت نظر نہیں آتی، اس لئے ہمیں ان قیمتی دنوں اور سنہری راتوں کو اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی نذر نہیں کردینا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''جو شخص ہمارے دین میں کسی نئی چیز کو رواج دیتا ہے جس کا تعلق دین سے نہیں ہے، وہ مردود ہے۔'' [صحیح بخاری، الصلح: ۲۶۹۷]

اسی طرح آپ کا فرمان ہے کہ ''جس شخص نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے وہ رد کر دینے کے قابل ہے۔'' [صحیح بخاری، باب نمبر: ٦٠]

ان احادیث کا تقاضا ہے کہ ایسے اعمال وافعال سے اجتناب کیا جائے، جن کا کتاب وسنت سے ثبوت نہیں ملتا، کیونکہ بدعات کے ارتکاب سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ کا اندیشہ ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:414